

مدح و منقبت

حیارہ

در مدح فاروق اعظم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ

(از ممتاز الاطباء پروفیسر حکیم تاج الدین احمد صاحب تلخ صدر ادارہ الیہ مجددیہ - لاہور)

جو چمک نگاہِ عمر میں ہے جو پیش کِ قلبِ عمر میں ہے
 کسی منطقی کو خبر ہے کیا کسی فلسفی کو ہے کیا پستہ ؟
 کہاں ساریہ نہ ؟ کہاں تھے عمرؓ اُسے دیکھتے ہیں ہاتھیں
 تو عمرؓ کی قوتِ باطنی کا بھی کر موازنہ غور سے
 کہاں یہ ستاروں میں ہے چمک کہاں موتیوں میں یہ دمکت
 تھے جریحِ اُمتِ مصطفیٰؐ تھے ذبیحِ الفتِ محبتہ
 کہوں کیا میں دوستیں قلب کی کہوں کیا روانیاں طبع کی
 جو عمرؓ کے اشک میں آتے جو عمرؓ کے زخم میں تاب ہے
 جو عمرؓ سے الفتِ و عشق ہے جو مجھے ارادت و حُسن ہے
 اُسے سرفرازیں مل گئیں سرِ عرش اُس کا مقام ہے
 مرے بعد ہونے نبی اگر یہ کہا نبیؐ نے وہ ہیں عمرؓ
 یہ ریاضِ خلد میں ہو تو ہو یہ کہا ہے ذوقِ خیال نے
 خُشنِ علیؓ نہ جو عمرؓ ہوئے کوئی ان کے جان لے مرتبے
 وہی صحبتیں وہی قربتیں انہیں ہیں نصیبِ رسولؐ کی

نہ وہ برق میں نہ شہر میں ہے نہ وہ شمس میں نہ قمر میں ہے
 کسی اہلِ دل سے یہ پوچھیے جو عمرؓ کے حُسنِ نظر میں ہے
 یہ خبر نگاہِ عمرؓ میں ہے یہ اثر زبانِ عمرؓ میں ہے
 جہاں خطبہ دے ہے آپؐ ہیں ساریہ بھی نظر میں ہے
 بخدا کہ تابشِ و آبرو جو عمرؓ کے دیدہ تر میں ہے
 جو عمرؓ کے قلبِ جگر میں ہے کہاں رنگِ یہ گلِ تر میں ہے
 جو عمرؓ کے جود و سخا میں ہے نہ وہ بحر میں نہ وہ بریں ہے
 نہ وہ رنگِ لعلِ میں ہیں نہ وہ دمِ عدن کے گہریں ہے
 مری آنکھ میں مرے لب پر ہے مکرل میں ہے مکر سر میں ہے
 اُسے پانمال نہ جانئے جو عمرؓ کی راہِ لڈر میں ہے
 یہ مزے کی بات حدیث میں یہ پتے کی بات خبر میں ہے
 جو نہالِ باغِ عمرؓ میں ہے جو مزہ یہاں کے شہر میں ہے
 کوئی انکو بھڑ بھی بُرا کہے تو مقامِ اس کا سقر میں ہے
 ابوبکرؓ ہے جو قریب تر تو عمرؓ بھی آپؐ کے بریں ہے

کوئی اہل بیت سے آپ کو جو کمال دے یہ مجال کیا؟
 ہے کسی شرمیر کا کیا خطر جو بنے وظیفہ ”دمِ عمرہ“
 وہ اٹھی نظر وہ گری سپہ و کٹا جگر اڑے سر سپر
 کسی خوش مذاق کو کیا خبر جسے تلخیوں کا خیال ہے
 ہوئے سب مرنج یو پریں بھی تو اس کے دل ہیں معترف
 جو کہیں بھی دین محمدی کے سوانہ آتا نظر کوئی
 یہ جہاں میں دبدرِ عمرہ کی جو دھاک بیٹھی ہوئی ہے اک
 ہے وہ احترامِ شریعتِ نبویؐ کے خیال میں
 جو عمرہ کی ہے نگہ غضب وہ سمجھ لیں آپ نمودِ شب
 یہ شرف؟ عمر کی جو لڑے تھی کئی بار وہ نبی وحیٰ حق
 یہ جو سلطنت کے اصول ہیں یہ جو مملکت کے نظام ہیں
 کر کے کون ان کی سپہ گری کا مقابلہ بدیم و غا
 صحیفِ سماویہ میں وہی ہے عمرہ کا حلیہ لکھا ہوا
 جو عمرہ محمدؐ کی ہیں ہوئے توتنی کے اور قریں ہوئے
 ہے ہر ایک شعر میں التزامِ عمرہ کے اسمِ شریف کا

کہ عمرہ کی تربتِ پاک بھی تو رسولِ پاکؐ کے گھر میں ہے
 بخدا جنابِ عمرہ کا دم دم شاہِ جن و بشر میں ہے
 نہیں ایسی برش دم کہیں جو عمرہ کی تیغ و تبر میں ہے
 بخدا عمرہ کے سخن میں ہے جو مرا کہ نقد و شکریں ہے
 جو زمانہ زیرِ نگین ہے وہ عمرہ کی فتح و ظفر میں ہے
 بخدا یہ ہدیہ مذہبی فقط اک عمرہ کے اثر میں ہے
 کوئی آکے سامنے کہہ تو دے کسی کی شوکت و فریں ہے
 کہ نظامِ حدِ کمال تک جو سزائے لختِ جگر میں ہے
 جو چھپچھتی ہے نگہ گرم وہی عکسِ نورِ سحر میں ہے
 کہوں کیوں نہ میں کہ کلامِ حق بخدا زبانِ عمرہ میں ہے
 یہ عمرہ کے نقش و نگار ہیں یہ جو آج علم و ہنر میں ہے
 جو عمرہ کی تیغ ہے صاعقہ تو سپہراں کی سپر میں ہے
 یہ پھٹا پرانا لباس جو کسی چشمِ حسنِ نگر میں ہے
 ذرا اس میں علم کی بات ہے کہ جو فرقِ زیر و زبر میں ہے
 وہی رنگ کیوں نہ ہو نظم میں کہ جو رنگِ سبکدوش میں ہے

لکھی تاج نے مدرجِ عمرہ صلہ اس کا حسنِ قبول ہے

جو کسی کے نقد و نظر میں ہے وہ عمرہ کے ذوقِ نظر میں ہے

اطلاعات

مجلس مرکز حزب الانصار بھیرہ کا تیرھواں اجلاس

مختصر رواداد

نوراک کا بلا معاوضہ انتظام موجودہ گرانی اور کمیابی کے زمانہ میں نہایت ہی حیرت انگیز اور محض فضل خداوندی کا ایک کرشمہ اور حضرت امیر حزب الانصار کے صدق و اخلاص کی برکت ہے۔ کانفرنس کی مختصر رواداد اور منظور شدہ تجاویز درج ذیل ہیں۔

۵ مارچ: بروز جمعہ ۱۲ بجے کی گاڑی سے علماء کرام تشریف لائے والے تھے۔ ان کے استقبال کے لئے امیر حزب الانصار حضرت مولانا ظہور احمد صاحب بگوی زید مجدہ اور مجلس استقبالیہ کے ارکان اور دارالعلوم عزیزہ کے مدرسین اور دوسرے علمائے کرام۔ رضا کاروں اور ہزاروں مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ اسٹیشن پر موجود تھے۔ علماء کرام کا استقبال بڑے شاندار طریقہ پر کیا گیا۔ مدرسہ قادریہ کے بچوں نے حمد و نعت کے گیت سنائے۔ اور تمام مجمع ایک نظام اور تکبیر کے فلک شکاف نعروں کے ساتھ اسٹیشن سے روانہ ہو کر دروازہ گنج سے ہوتا ہوا بازار سے گذر کر چکوالہ دروازہ سے باہر نکل کر جامع مسجد میں آیا۔ مولانا محمد حنیف صاحب نے مجمع کی نماز پڑھائی۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد پہلا اجلاس سائیں بجے سے شروع ہو کر ۶ بجے تک جاری رہا۔ مولانا حسین صاحب اختر اور مولانا درویش محمد صاحب کی تقریریں ہوئیں اور عصر کی نماز کے لئے جلسہ برخاست ہوا۔

دوسرا اجلاس تعلیمی کانفرنس

ساتھ سے نو بجے دوسرا اجلاس شروع ہو کر تقریباً ایک بجے تک رہا۔ اس میں مسلمانوں کی مذہبی اور دینی علوم کی ترویج و اشاعت کے متعلق تقریریں کی گئیں۔ اول حضرت

امسال مورخہ ۵، ۶، ۷ مارچ ۱۹۴۳ء کو مجلس مرکز حزب الانصار کا تیرھواں سالانہ اجلاس جامع مسجد بھیرہ میں بڑی شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہوا۔ مولانا بہاء الحق صاحب قاضی مولانا عبد العزیز صاحب لاہور چھاؤنی۔ مولوی محمد بخش صاحب مسلم بی۔ اے۔ مولوی امیر الدین صاحب جلال آبادی۔ مولانا محمد حنیف صاحب کوٹ مٹمن۔ مولانا محمد ذاکر صاحب ہتھم مدرسہ عربیہ محمدی ضلع جھنگ۔ مولانا محمد یوسف صاحب سیالکوٹی۔ مولوی غلام فرید صاحب علامہ رحمت اللہ صاحب ارشد بہاولپوری۔ حکیم پروین سرتاج الدین صاحب تاج لاہوری۔ مولانا سکندر علی ہزاروی۔ مولانا محمد صاحب مفتی عطاء محمد صاحب رتوی۔ مولانا حسین صاحب اختر مولانا صوفی امانت علی شاہ صاحب۔ اسلم صاحب لاہوری صوفی عبدالرحیم صاحب بجنوری اور دوسرے علماء کرام اور شرعائے اسلام نے شرکت کی۔ تین دن تک مسلسل اجلاس کی کارروائی جاری رہی اور ہزار ہا فرزندان توحید نے قرآن وحدیث کے مواعظ حسنہ سے اپنے ایمانوں کو تازہ کیا۔ مجلس حزب الانصار کے فوج محمدی کے مقامی رضا کاروں کے علاوہ میانپٹی نور، موسیٰ خیل ضلع میانوالی۔ ٹھٹھی ضلع میانوالی اور دوسرے مقامات کے فوج محمدی کے رضا کار بھی پہنچ گئے تھے۔ علاوہ انہیں خدام الاسلام پنڈ دادن خان والہ انصار الاسلام کھیوڑہ کے رضا کار اور قادریہ سکول بھیرہ کے طلبہ بھی اجلاس میں رضا کارانہ طور سے حصہ لے رہے تھے۔ تین دن میں کم و بیش باہر سے تشریف لائے والے اصحاب میں سے چھ ہزار اشخاص نے نگر سے کھانا کھایا۔ اس قدر کثیر جماعتوں کی رہائش و

کی بہترین تقریر ہوئی اور اس کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

تیسرا اجلاس

۴ مارچ صبح ساڑھے نو بجے سے شروع ہو کر دو بجے تک جاری رہا۔ مولانا سکندر علی صاحب ہزاروی صدر مدرس دارالعلوم عینہ نے دین پر استقامت، مولانا محمد صاحب کوٹہ مؤمن نے آداب اسلامی کی رعایت مولوی امیر الدین جلال آبادی نے شان قرآن مجید پر تقریریں کیں۔

چوتھا اجلاس

ساڑھے تین بجے سے شروع ہو کر سوا چھ بجے تک رہا۔ مولانا لال حسین صاحب اختر نے ختم نبوت پر نہایت مدلل اور بہترین تقریر کی اور مرزائیت کی قلعی پھول دی۔ پروفیسر حکیم تاج الدین صاحب تاج نے حضرت عمر فاروق کی مدح میں ایک بہترین نظم پڑھی۔ اور مولوی غلام فرید صاحب نے مسلمانوں کی موجودہ حالت کے متعلق اصلاحی تقریر کی اور جلسہ برخاست ہوا۔

پانچواں اجلاس

۵ مارچ عشاء کے بعد ساڑھے نو بجے سے شروع ہو کر ڈھائی بجے تک جاری رہا۔ مولانا عبدالغفور صاحب نے مشرقیت و خاکساریت کی تردید میں مفتی عطاء محمد صاحب رتوی اور مولوی محمد بخش صاحب مسلم نے مرزائیت و شیعیت کی تردید میں تقریریں کیں۔ اور مولوی امیر الدین صاحب جلال آبادی نے مرزا کی تردید اور حضور کے کمالات نبوت بیان کر کے لوگوں کو خوب محظوظ کیا۔ اور ڈھائی بجے جلسہ برخاست ہوا۔

چھٹا اجلاس

۶ مارچ صبح ساڑھے نو بجے سے ڈھائی بجے تک جاری رہا۔ مولانا درویش محمد صاحب نے مدح صحابہ پر اور مولانا محمد یوسف صاحب سیالکوٹی نے اتباع رسول پر اور مولوی محمد بخش صاحب مسلم نے شیعیت کی تردید میں تقریر فرمائی۔ حکیم پروفیسر تاج صاحب کی نظم

مولانا ظہور احمد صاحب امیر حزب الانصار زید مجدہ نے اسلامی علوم کی ترقی اور مسلمانوں کے علمی شغف کے تاریخی واقعات بیان کر کے فرمایا۔ کہ آج اپنی غفلت دہلے توجہ سے ہم نے اسلامی علوم سے منہ موڑ لیا ہے اور دوسری دنیا کی در یوزہ گری کرنے لگے ہیں۔ یہی عربی مدارس و مکاتب اپنی پرانی شان کو قائم رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں اور ان علما و کرام اور علماء کے دم سے یہ اسلامی علوم زندہ ہیں سب مسلمانوں کو چاہیے کہ اس سلسلہ میں ان مدارس کو باقی رکھنے کی سعی کیا کریں اور موجودہ زمانہ کے موافق جس قدر انصاف میں زیادتی اور مناسب ترمیم و تنسیخ کی ضرورت ہے مدارس عربیہ کے منتظمین اس کی طرف توجہ فرمادیں۔ حضرت مولانا زید مجدہ کی تقریر کے بعد مولانا محمد ذاکر صاحب ختم مدرسہ عربیہ محمدی ضلع جھنگ نے اسی موضوع پر تقریر کر کے مندرجہ ذیل تجویز پیش کی۔ جو تمام حاضرین جلسہ کی متفقہ رائے سے پاس ہو گئی۔

جلسہ مرکزیہ حزب الانصار بجپورہ کا یہ اجلاس

مسلمانوں کی دینی و دنیوی تعلیمی ضروریات کو

مد نظر رکھتے ہوئے ملک میں ایسے "اسلامی نظام تعلیم"

کے قیام کی ضرورت محسوس کرتا ہے۔ جو مدارس

عربیہ اسلامیہ میں اصلاح نصاب تعلیم اور ان

میں مقتضیات عصر کے مطابق علمی اضافہ اور تدریسی

ارتقاء اور مسلم سکولوں اسلامیہ کالجوں میں اسلامی

تعلیمات کی وسعت و ترقی اور تمام اسلامی تعلیمی

اداروں کی باہمی تنظیم کے ساتھ وسیع انتظام

پر مشتمل ہو۔ اس لئے ملک کی دوسری مسلم جماعتوں

اور تمام اسلامی تعلیمی اداروں سے پرزور گزارش

کرتا ہے کہ اس اہم ترین تعمیری کام پر غور کرنے

اور اشتراک عمل کے لئے فوری توجہ فرمائیں۔

صوفی عبدالرحیم صاحب بجنوری، اور شیخ عبداللہ صاحب

کی نعتیہ نظموں کے بعد مولانا بہاء الحق صاحب قاسمی امرتسری

کی تعداد بہت کثرت سے تھی۔ اور لوگ دور دور سے آکر شامل ہو گئے تھے۔

بہت سے علماء کرام اور فضلاء عظام نے اجلاس میں شمولیت فرمائی۔ الغرض تین دن تک بہت بڑی رونق تھی۔ اور ایمان والے قرآن و حدیث کے مواعظ اور ایمان افزہ تقریروں سے مخطوط اور لطف اندوز ہو رہے تھے اور یہ اجلاس نہایت کامیابی اور خوش اسلوبی سے بخیر و خوبی ختم ہوا۔

اور دوسرے شعراء کی نظمیں بھی ہوئیں۔

ساتواں اجلاس

آخری اجلاس نماز ظہر کے بعد ساڑھے تین بجے شروع ہو کر ساڑھے چھ بجے تک جاری رہا۔ مولانا صوفی امانت علی شاہ صاحب اور مولانا عبدالعزیز صاحب اور مولوی امیر الدین صاحب کی تقریریں ہوئیں اور دعائے خیر کے ساتھ جلسہ بخیر و خوبی ختم ہوا۔ تمام اجلاسوں میں حاضرین

تذکرۃ الصالحین

شیخ المشائخ سید السادات حضرت کا کا صاحب

(از سید امیر الدین صاحب کا کا خیل - زیارت کا کا صاحب)

جاگتے ہی رہتے۔ کبھی دن کو اگر قیلولہ فرماتے۔ تو تھوڑی دیر کے لئے چند منٹ ہی آنکھ بند کرتے اور پھر فوراً ہی بیدار ہو جاتے۔ اور حضرت شیخ عبدالحلیم فرماتے ہیں کہ تا کو کبھی صرف چند منٹ کے لئے آرام کرنا ہوتا اور پھر بیدار ہو کر مشغول ذکر و صلوٰۃ ہوتے۔ (مقامات ص ۳)

قلت کلام | حضرت شیخ المشائخ اکثر اوقات خاموش ہی رہتے۔ اگر کبھی سامعین و حاضرین کے لئے کچھ فرماتے تو ہمیشہ رمز و ایما کے طور سے نہایت نرم اور آہستہ آہستہ فرماتے۔ اور کبھی بھی بلند آواز سے بات نہیں کی۔ اور اگر کبھی گھر کے اندر اہل و عیال کے ساتھ ہنسی اور خوش طبعی کی نوبت آتی تو صرف تبسم ہی فرما دیتے اور قہقہہ مار کر کبھی نہیں ہنستے۔ (مقامات قطبیہ ص ۳)

آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ جو کوئی آپ سے آپ کے احوال تصوف و سلوک کی حقیقت یا اسی قسم کے اور مسائل کے بارے میں پوچھتا۔ تو آپ قولا شاذ و نادر ہی جواب دیتے (آپ توجہ سے سب کچھ مشاہدہ کر کر علی تصوف بتا دیتے)

قلت طعام | رہروان طریقت کا مشہور مقولہ ہے کہ نور باطن کے لئے چار چیزوں کی ضرورت ہے قلت الطعام قلت المنام۔ قلت الکلام۔ و احتمال جفاء الانام۔ یعنی کم کھانا۔ کم سونا۔ کم بولنا اور لوگوں کی جفاؤں کو برداشت کرنا۔ حضرت شیخ المشائخ ان چاروں پر پورے پورے عامل تھے۔ آپ شکم سیر ہو کر کھانے کو برا سمجھتے تھے۔ خود کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھایا۔ اکثر اپنے آپ کو بھوکا ہی رکھتے۔ جہینوں تک کم غوری یا غلہ نہ کھانے کی ریاضت کرتے۔ کھانے میں بھی معمول یہ تھا کہ لذیذ و خوش ذائقہ چیزیں۔ یا زار کا کھانا۔ اور وہ جس پر غریبوں مسکینوں کی نظریں پڑی ہوں نہ کھاتے۔ بھوکا روٹی کھاتے۔ یا باجرہ جوار کی۔ یا اور جو غلہ میسر ہو جاتا۔ اکثر اوقات بے شکم ہی کھا لیتے اور سالن بھی کم کھاتے۔ غرض ان سب تکلفات سے اپنے کو بالکل محترز رکھا ملا کھایا نہ ملا پروا ہی نہیں کی۔

قلت منام | حضرت شیخ ہمیشہ رات کو اٹھتے اور نماز نفل اور ذکر خدا میں مشغول ہو جاتے۔ بعض دفعہ تمام رات ہی

اور کبھی کبھی اگر مہربانی فرما کر آپ کچھ ارشاد فرماتے۔ پھر بھی بطور مثال کسی بزرگ کا ذکر کرتے اور اپنے آپ کو کبھی یاد نہ کرتے۔

خوشتر آں باشد کہ سرد براں
گفتہ آید در حدیث دیگران
(مقامات قطبیہ ص ۱۴۱)

آپ مجلس میں کسی بزرگ کا نام لیتے تو نہایت ادب و احترام سے لیتے۔ اور سب سے زیادہ اپنے والد ماجد حضرت شیخ بہادریؒ کا تذکرہ کرتے اور ان کا نام ادب سے لے کر ان کو رشتہ نے (یعنی صادق القول) کہا کرتے۔

مجلس اور برکات مجلس | آپ کی زیارت کو آنے والے لوگوں اور مجلس میں بیٹھنے والوں کو چند چیزیں حاصل ہو جاتی تھیں: اول۔ جب آپ کو دیکھتے فوراً خدا عزوجل یاد آجاتے۔ دوم جب آپ کی صحبت میں کوئی بیٹھ جاتا تو دنیا و ماسوا کی محبت دلوں سے غائب ہو جاتی۔ سوم مجلس اٹھ جانے کے بعد اس مجلس کی لذت ضرور پھر یاد آجاتی اور دل پر اس مجلس میں جا کر بیٹھ جانے کی آرزو ہمیشہ غالب آتی۔ چہارم حضرت شیخؒ کے کلام مبارک سے ان کو ایک خاص حلاوت و طراوت محسوس ہوتی اور بہت مخطوطا و شاد مند ہوتے۔ (مقامات قطبیہ ص ۱۴۲)

تاثیر نظر و توجہ | آپ سے زندگی میں ہزاروں لوگوں نے باطنی الوار کا استفادہ کیا۔ اکثر خوش بخت ایسے ہیں جنہوں نے خاص مشقتیں نہیں اٹھائی۔ صرف حضرت شیخ المشائخ کی توجہ و نظر اور بعض دفعہ تاثیر مجلس ہی سے وہ تمام مدارج کمال طے کر جاتے۔ یہ بالکل سچ ہے۔

آنکہ رزمے شود از پر تو آں قلب سیاہ
کیما مے ست کہ در صحبت درویشان است
صرف توجہ و نظر ہی سے اتنے لوگ کمالات کا استفادہ کر چکے ہیں اور ان کے مفصل واقعات تذکروں میں موجود ہیں کہ ان کو نقل کرتے ہوئے بھی کتاب بن جائے گی۔ ہم

اس مختصر مضمون میں وہ کہاں نقل کر سکتے ہیں ”درخت اپنے پھل سے پہچانا جاسکتا ہے“ اجلۃ خلفاء کی کثرت ہی آپ کی کمیاب اور اکیسر صفی پر دلالت کرنے والی ہے جو شخص حاجتمند دعا کھانے کے لئے حاضر ہوتا۔ آپ اس کیلئے دعا فرماتے۔ اور اللہ تعالیٰ اس کی حاجت ردائی فرماتے۔ سخت سے سخت مریض ہوتے مگر آپ کے سامنے لائے جاتے آپ دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے اور اللہ تعالیٰ کے دربار سے صحت یابی ہو جاتی۔ تمام تذکروں میں لکھا ہے کہ شاہجہان بادشاہ کا وزیر اعظم نواب سحر اللہ خان پہلے علامہ پنجاب کا نہایت عزیز شخص تھا۔ اخلاص و عقیدت کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے بیعت کی اور دعا کا طالب ہوا۔ آپ نے توجہ فرمائی اور اس کی برکت سے آہستہ آہستہ وزارت عظمیٰ کے مرتبہ پر پہنچا۔ آپ کی نظر فیض اثر سے جاہل علماء بن جاتے۔ آپ کے دیکھتے ہی اور مجلس میں حاضر ہوتے ہی ”اے لقاء تو جو اب ہر سوال والا معاملہ پیش آتا۔ علماء کے مشکل مشکل مسائل حل ہو جاتے اس قسم کے بہت سے واقعات منقول موجود ہیں۔ اختصار درج نہیں کر سکتے۔

ہم عصر بزرگان دین | آپ کے ہم عصر تمام بزرگان دین نے آپ کی مقبولیت کی شہادت دی اور خود آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر ملاقاتیں کیں۔ حضرت اخون نجو صاحب اگر پورہ آپ کے والد ماجد کے مستفیدین میں سے تھے۔ وہ آپ سے خاص طور سے پیش آیا کرتے۔ ملاقات کے لئے آتے۔ وفات کے وقت وصیت فرمائی کہ نماز جنازہ حضرت شیخ رحیم پڑھائیں۔ چنانچہ وفات کے روز حضرت شیخؒ کو کرامت خبر مل گئی۔ اور پھر وہاں سے بھی اطلاع آئی۔ راتوں رات آپ تشریف لے گئے۔ اور جنازہ کی نماز پڑھائی مشہور مجاہد بزرگ حضرت انوند سالکؒ نے بھی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر ملاقات کی۔ اور آپ کی عقیدت و محبت سے سرشار ہو کر واپس ہوئے۔ حاجی بہادر صاحب کوہاٹی

کے لئے چہار اطراف سے اتنے لوگ جمع ہو گئے۔ گویا غیبی طور سے سب کو پہلے سے خبر مل گئی تھی۔ عصر کے وقت نماز جنازہ پڑھی گئی۔ افغانی قبائل میں سے ہر ایک نے چاہا کہ ہمارے علاقہ میں دفن ہوں۔ آخر کار ایک مرید نے بتلایا کہ ایک دفعہ اکوڑہ جاتے ہوئے راستہ میں حضرت شیخ نے اس مقام پر پہنچ کر مجھے وصیت فرمائی تھی مجھے بعد از وفات یہاں دفن کرنا۔ چنانچہ اس وصیت کے مطابق آپ کو اسی مقررہ مقام پر دفن کیا گیا۔ اسی مدفن کے قریب آپ کے صاحبزادوں نے اپنے گھر بنائے اور آہستہ آہستہ آبادی بڑھتی رہی۔ اور اس تین سو سال کے عرصہ میں دو ڈھائی ہزار گھر کی آبادی کا اچھا خاصہ قصبہ بن گیا۔ حضرت شیخ کا مزار تمام سرحد و افغانستان میں بہت ہی مشہور ہے۔ دور دور سے لوگ زیارت کے لئے آتے۔ اور فوائد حاصل کرتے ہیں۔

جس طرح زمانہ حیات میں اپنی نظر و توجہ سے بہت لوگ مستفید ہو چکے ہیں۔ اسی طرح بعد از وفات بھی بہت سے لوگ فیض حاصل کر چکے ہیں۔ اور کر رہے ہیں۔ بعض کو خواب کے ذریعہ۔ بعض کو مزار پر حاضری سے اور بعض کو دونوں طریقوں سے فیوض و برکات کا سلسلہ جاری ہے۔ حضرت شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "اے فقیر فیض از روح مبارکہ حضرت ایشاں یافتہ و بدران محفوظ گشتہ و اکثر مرتبہ بہ وقت حضور روحہ متبرکہ انواع فیض مایافتہ و دانستہ ہرچہ دید دل من دید و ہرچہ شنید گوش دل من شنید بہ طریق ایما گفتن کافی است بسیار کلام دریں ہم از طریق ادب نیست بنا بر آن اختصاراً بیان حال خود کردیم (مقامات قطبیہ ص ۲) خلفاء آپ کے عام مریدوں اور مستفیدین کی تعداد ہزاروں لاکھوں سے بڑھ گئی تھی۔ خلفاء اور اولیاء کا ملین کی تعداد بھی کافی زیادہ ہے۔ چند مشہور بزرگوں کے نام درج کرتا ہوں۔ (۱) غازی خان صاحب۔ حضرت شیخ کے اعزائیں تھے۔ زیارت کا صاحب حضرت شیخ کے روح مبارکہ سے

رحمۃ اللہ علیہ جو سید آدم بنوریؒ کے خلفاء میں سے ہیں ان سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔ اور صاحب مجمع البرکات کی روایت تو یہ بھی ہے کہ حضرت شیخ سید آدم بنوریؒ جو حضرت مجدد الف ثانیؒ کے اہل خلفاء میں سے ہیں۔ ایک دفعہ افغانستان جاتے ہوئے آپ کی ملاقات کے لئے تشریف لائے تھے۔ اور ملاقات کی پوری تفصیل انہوں نے نقل کر دی ہے۔

شغل و عطا و تدریس | آپ کا ہمیشہ معمول یہ تھا کہ جمعہ کی نماز کے بعد اور پختنبہ کے روز نماز اشراق ادا کرنے کے بعد عام مجمع میں وعظ فرماتے۔ اور باقی پانچ روز میں کم از کم تین اسباق کی تدریس بلاناغہ فرماتے۔ اور کبھی اسباق کی تعداد سات تک پہنچتی۔ تفسیر و حدیث کی کتابیں پڑھایا کرتے۔ اور تصوف و سلوک اور اخلاق کے مسائل بیان فرماتے اور اکثر طالب علم آکر تبرکاً اسباق آپ ہی سے شروع کرتے۔ غرض آپ کا علمی مشغلہ ہمیشہ جاری رہا۔ اور علوم ظاہری میں بھی آپ ایک کامل ترین اور جید عالم تھے۔

وفات حسرت آیات | مرض وفات ایک سال تک قلم نہ رہا۔ پھر بھی نہایت تکلیف و شدت مرض کے باوجود تمام نمازیں با وضو، قیام، و رکوع و سجدہ کے ساتھ ادا فرماتے رہے۔ حالانکہ بعض اوقات آپ کو بڑی تکلیف ہوتی۔ دو آدمی پکڑ کر جائے نماز سے اپنی جگہ پر لے آتے۔ اور کبھی بیٹا ہو جاتے تو شرعی رخصت پر عمل کر کے تیمم سے اور یا بیٹھ کر نماز پڑھتے رہے ہیں۔ مگر اس دفعہ آپ نے تا آخر عزیمت پر عمل کیا۔ وفات کے روز صبح فرمایا۔ کہ آج کوئی شخص عصر تک غیر حاضر نہ ہو جائے۔ صرف اپنے فرزند ان الرحمنؒ ساتھ رہے۔ جب ظہر کا وقت ہوا جمعہ کا دن تھا۔ جس وقت خطیب منبر پر خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا۔ عین اسی حالت میں روح پاک نے شمس عنصری سے پرواز کیا۔ جمعہ کا دن ۲۳ رجب المرجب ۱۲۶۳ھ تاریخ وفات ہے۔ جمعہ با فقر رقت۔ سے تاریخ وفات نکلتی ہے۔ نماز جنازہ پڑھنے

مغرب کی طرف مدفون ہیں (۲) عبدالرحیم صاحب معروف بہ شیخ رحیم خٹک مقام دوڑان (۳) شیخ علی گل (۴) شیخ علی گل صاحب خاص خادموں میں سے تھے روضہ مبارکہ کی چار دیواری میں مدفون ہیں (۵) فقیر صاحب شگئی (۶) شیخ جمیل بیگ صاحب معروف بہ فقیر صاحب شہر شیخ کے خلفاء میں بہت مشہور ہیں پہلے قوم خٹک کے بہت بڑے رئیس اور امیر تھے نیز زندگی بسر کرنے لگے (۷) مرزا گل صاحب مقام جلوزئی (۸) شیخ بابر صاحب موضع ڈاک اسماعیل خٹک (۹) شیخ دریا خان چمکنی (۱۰) شیخ فتح گل صاحب علاقہ نیلاب (۱۱) شیخ ادین صاحب نیل نر (۱۲) شیخ کمال صاحب در مقام کمال زئی علاقہ بگگشن ضلع کوہاٹ (۱۳) شیخ حیات صاحب در پٹو علاقہ ٹیکسلا (۱۴) میاں عبدالرحیم صاحب معروف بہ میاخی گل صاحب مقام شیوکی ضلع کوہاٹ (۱۵) سمرست صاحب (۱۶) شیخ میر صاحب ہرنو دیباڑی (۱۷) شیخ اختیار صاحب علاقہ ہشتنگر (۱۸) فقیر شاہی صاحب شادی خیل ضلع کوہاٹ (۱۹) حسن بیگ صاحب اتھان خیل (۲۰) نور یوسف صاحب کوہ مورہ علاقہ بنیر (۲۱) اخوند ہلال صاحب (۲۲) اخوند اسماعیل صاحب (۲۳) شیخ مظفر صاحب (۲۴) شیخ نظر صاحب ساکن جہاڑ وغیرہ وغیرہ۔

اولاد و احفاد آپ کے پانچ صاحبزادے تھے سب سے بڑے شیخ ضیاء الدین صاحب معروف بہ شہید بابا ہیں قوم کا کا خیل کے اکثر افراد اپنی کی اولاد سے ہیں آپ کا مزار زیارت کا صاحب میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ کے مزار کے قریب علیحدہ مکان میں واقع ہے۔ دوسرے فرزند شیخ محمد گل صاحب جن کی اولاد بہت ہی کم ہے ایک گھر دو ہیں وہ بھی زیارت کا صاحب سے باہر علاقہ رائے زئی میں ہیں۔ آپ کا مزار حضرت شیخ کے پہلو بہ پہلو اسی گنبد ہی میں واقع ہے گنبد میں داخل ہوتے ہی سامنے پہلی قبر آپ کی ہے اور مغرب کی طرف حضرت شیخ رحمکار کی۔ تیسرے صاحبزادے خلیل گل

صاحب حضرت کی حیات ہی میں اتھان خیل کے علاقہ میں چلے گئے تھے وہاں مقام ٹوٹی میں اُن کا مزار ہے اور مرنے بابا کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کی اولاد بھی زیادہ نہیں اور صرف اسی علاقہ میں ہیں (چوتھے) حضرت شیخ عبدالحمید صاحب ہیں۔ یوں تو حضرت شیخ کے سارے صاحبزادے کمالات باطنی کے ساتھ علوم ظاہری میں بھی کامل رہے ہیں۔ لیکن پھر اُن سب میں حضرت شیخ عبدالحمید صاحب کی شہرت علی لحاظ سے خاص طور پر زیادہ ہے آپ اجلہ علماء میں سے تھے۔ ہندوستان جا کر علوم کی تحصیل کی اور جب واپس ہوئے تو حضرت شیخ وفات پانچے تھے۔ باطنی تکمیل بعد از وفات کی جیسا کہ ان کا قول گز بھی چکا۔ انہوں نے حضرت شیخ رحمکار کے تذکرہ کے طور سے اور نیز مسائل تصوف و سلوک کے نکات بیان کرنے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام "مقانات قطبیہ اور مقالات قدسیہ" ہے۔ چھپ کر شائع ہوئی ہے ہمارے مضمون میں اکثر واقعات اسی سے اخذ ہیں۔ انکی اولاد بھی کافی ہے۔ کچھ زیارت کا کا صاحب میں رہتے ہیں اور اکثر حصہ انکا علاقہ ہشتنگر، کھنکی ضلع ہزارہ اور دوسرے مواضع ضلع پشاور میں ہے۔ آپ کا مزار پرانوار زیارت کا صاحب ہی میں والد ماجد کے مزار سے کچھ فاصلہ پر علیحدہ واقع ہے۔ پانچویں صاحبزادے نجم الدین صاحب بچپن میں وفات پانچے ہیں حضرت شیخ کے ان چاروں صاحبزادوں سے اولاد کا سلسلہ چلا ہے آپ کی کثیر النسل اولاد ہوئی ہے اصل مستقر مکر کو تو موجودہ قصبہ زیارت کا کا صاحب ہے لیکن اس کے علاوہ تمام سرحد اور خصوصاً ضلع پور کے تمام مواضع میں کہیں نہ کہیں اس خاندان کے افراد ضرور ملیں گے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی برکت و کرامت ہے کہ آج تک سادات کے تمام رہنماؤں میں سے انکی قدر و عزت تمام اہل سرحد و پاکستان میں بہت بڑھ رہی ہے حضرت شیخ کی وفات سے چند پشت بعد تک تو اس خاندان پر بہت سے اولیاء اللہ اور صاحب باطن لوگ گزر چکے ہیں فی الحال اظہار کوئی نہیں مگر جنگل بشروں سے غالی نہیں ہوتا۔ ممکن ہے کہ اب بھی صاحب باطن موجود ہوں جس کی تشخیص ہم نہ کر سکیں ہمیشہ سے بڑے بڑے علماء اسی قوم میں گذرے ہیں۔ ماضی قریب میں مولانا عبد اللہ صاحب

مرزائیات

مرزا قادیانی اور انبیاء علیہم السلام کی توہین

(۲)

(از مولانا سید سیاح الدین حصا کا کاخیل رکن دار التالیف و مفتی دارالعلوم عظیمیہ)

کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے اگر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا۔ یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کو چھوا تھا۔ یا کوئی بے تعلقی جو ان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں بھیجی کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا نام یہ نہیں رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔

اس عبارت میں مسیح سے مراد حضرت عیسیٰ کے سوا اور کون ہو سکتا ہے۔ اور اگر عیسائیوں کو الزام دیتا ہے تو بائبل کا حوالہ دینا چاہئے تھا۔ قرآن مجید کا حوالہ کیوں دے رہا ہے کہ قرآن مجید ان واقعات کی صحت کی تصدیق اس طور سے کر رہا ہے کہ ان قصوں کی وجہ سے مسیح کا نام حصور نہیں رکھا۔ (معلوم نہیں کہ اندھی اُمت اس کے لئے اب کیا تاویل گھڑنے کی کوشش کرے گی)۔

ناظرین نے مرزا قادیانی کے شریفانہ کلام کے نمونے دیکھے۔ اگر ایسے پیغمبر کی شان میں اس قدر بکواس بکنا کفر نہیں تو کفر پھر کس چڑیا کا نام ہے۔ ایسے پیغمبر کے ناموس پر حملہ ہے جن کو کثرتِ حضرت کی بنا پر قرآن مجید میں روح اللہ اور کلمۃ اللہ فروایا گیا ہے۔ جن کو جعلی مبارک اور وجہانی دنیا والاخرۃ کے ساتھ سراہا گیا ہے۔ مگر اس موقع پر اپنے متعلق مرزاجی کا خود اپنا ہی فستوی

سنئے :-

مرزا صاحب کو بد تہذیبی اور کفریات کے سنگین الزام سے بچانے کے لئے مرزاجی ایک اور عذر رنگ بھی پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ مرزا نے جہاں کہیں یہ انتہا مات لکھے۔ اور الزامات لگائے ہیں وہ یسوع کے متعلق ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق نہیں۔ مگر ایسے اعدا بارود سے مرزا صاحب کی پیشانی سے سیاہ داغ دور نہیں ہو سکتا۔ اور درحقیقت مرزاجی یہ گالیاں عیسیٰ علیہ السلام کو دے رہے ہیں۔ اور یہ سب تہمتیں اپنی کے متعلق تراشی جا رہی ہیں۔ چنانچہ مندرجہ بالا حوالوں میں آپ نے دیکھا ہو گا کہ بعض میں صاف طور سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لے کر ان کے متعلق بہتان تراشی کی اور گالیاں دیں۔ اور جہاں یسوع کے متعلق وہ کہہ رہا ہے وہاں بھی حضرت عیسیٰ ہی مراد ہیں۔ چنانچہ مرزا نے توضیح المرام میں لکھا ہے:-

”وہ دونی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادیس

بھی ہے دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی

کہتے ہیں“ (توضیح المرام ص ۱۸۸ مصنفہ مرزا غلام احمد دینا)

اور اسی طرح مرزاجی نے تحفہ قیصر ص ۲۰-۱ اور ضمیمہ براہین احمدیہ جلد ۵ ص ۱۸ کے حاشیہ میں بھی یسوع اور عیسیٰ علیہ السلام کو ایک ہی قرار دیا ہے۔ دافع البلاء کے آخری صفحہ پر لکھا ہے:-

”مسیح کی راستبازی اپنے زمانہ میں دوسروں کی مستبازی

سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک

فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا۔ اور

”مجھے دیکھا اور نہ مجھے پہچانا۔ (خطبہ الہامیہ ص ۱۸) اور لکھا ہے۔
 ”اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا
 ہوا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفیٰ اور
 محتسب نہ رکھا“ (نزل المسیح ص ۳۸ حاشیہ مصنف
 مرزا غلام احمد قادیانی)

اور مرزا جی کی انہی تحریریں اور مختلف مواضع میں صحت
 تصریح کرنے کی وجہ سے اُن کی ”اُمت“ کا یہ عقیدہ ہے کہ
 نعوذ باللہ مرزا جی بعینہٗ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور یہ
 حضور کی دوبارہ بعثت قادیان میں ہو گئی ہے۔ یعنی مرزا
 کو محمد رسول اللہ سمجھا جو کہ صریحاً کفر و ارتداد ہے ان مرزا کیوں
 کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ بھلا بتلائیے کہ آپ کی توہین
 اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ اُس ذات پاک کو قادیان
 میں اُترا ہوا سمجھا جائے۔ چنانچہ مرزا کے صاحبزادہ کافران
 ہے:-

”تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ
 جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد صلعم
 کو اتارا تا کہ اپنے وعدہ کو پورا کرے (کلمۃ الفضل
 مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی مندرجہ رسالہ
 ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۴ ص ۱۸)

”اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ
 ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔
 جیسا کہ آیت و آخرین منہم سے ظاہر ہے۔ پس مسیح
 موعود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے
 دوبارہ دنیا میں تشریف لائے (کلمۃ الفضل مندرجہ
 رسالہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۵ جلد ۱۴)۔

اور یہی کفریہ عقیدہ قاضی ظہور الدین اکمل قادیانی ان
 اشعار میں پیش کرتے ہیں:-

محمد پھر اُتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں برہہ کر اپنی شان میں
 محمد دیکھتے ہوں جس نے اکمل غلام احمد کو دیکھے قادیان میں
 (اخبار بیخام صلح مورخہ ۱۲ راج ۱۹۱۶ء)

”توہین انبیاء کفر ہے“ (انوار الاسلام ص ۳۲)

”اور سنو میرے نزدیک وہ بڑا ہی خبیث ملعون
 اور بد ذات ہے جو خدا کے برگزیدہ اور مقتدر لوگوں
 کو کالیاں دیتا ہے“ (البلاغ المبین ص ۱۹)

مرزا قادیانی کو ہم کچھ نہیں کہتے اپنے متعلق وہ مناسب
 الفاظ خود منتخب کر کے فرما گئے ہیں۔

مرزا قادیانی نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر اپنی
 فضیلت ثابت کرنے اور اُن کی توہین کرنے کی جو مذموم
 کوشش کی ہے اس کے چند نمونے آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں
 مگر مرزا نے دجل و ابلیس میں کوئی کمی کی ہے۔ اپنی کتابوں
 میں بار بار وہ یہی لکھتا ہے کہ نعوذ باللہ میں ہی محمد
 ہوں یعنی محمد میں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 میں کوئی فرق نہیں چنانچہ لکھتا ہے:-

”میں بار بار بتا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت و آخرین
 منہم لہما یلقیا ۷۶م بروزِ طور پر وہی نبی خاتم
 الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے مین برس پہلے
 براہیں احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے۔
 اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار
 دیا ہے۔ (ایک غلطی کا ازالہ از مرزا قادیانی)

مجھے بروزِ صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے
 اور اس بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور
 رسول اللہ رکھا مگر بروزِ صورت میں میرا نفس
 درمیان میں نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا
 پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس
 نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد ہی کے پاس رہی علیہ الصلوٰۃ
 والسلام۔ (ایک غلطی کا ازالہ از مرزا)

اسی طرح مرزا کا ”ارشاد“ یہ بھی ہے۔ من فرق بینی
 و بین المصطفیٰ فما عرفنی وما رأی کہ جو محمد میں اور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ذرا بھی فرق کرتا ہے۔ اس نے

محضوں کی طرف اشارہ ہے خدا تعالیٰ کے اس قول میں کہ ولقد نصرتکم اللہ بعدہ (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۷ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی) ”بلکہ حق یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحیت چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی ان دنوں میں (مرزا صاحب کے آنے سے۔ سیاح)۔

”بہ نسبت اُن سالوں کے (جن سالوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ سیاح) اتنی اور اگلے اور شدہ ہے۔ بلکہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہے“ خطبہ الہامیہ ص ۱۸۱ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی) مرزا صاحب کے اس خطبہ الہامیہ کے متعلق صاحبزادہ بشیر احمد کا یہ کہنا ہے کہ

”اُس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ خطبہ الہامیہ خطبہ ہے۔ جو خدا کی طرف سے ایک معجزہ کے رنگ پر مسیح موعود کو عطا ہوا۔ جیسا کہ اس کا نام ظاہر کرتا ہے پس اس کتاب کو عام کتابوں کی طرح نہ سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ اس کا ہر ایک فقرہ الہامی شان کھتا ہے۔ (کلمۃ الفصل مندرجہ ریویو آف ریلیجنز ص ۱۳ نمبر ۳ جلد ۱۳)۔

مرزا صاحب کے اس الہامی شان“ اور ”معجزانہ رنگ“ کے خطبہ کے مختلف حوالوں اور دوسری عبارتوں سے معلوم ہوا کہ مرزا صاحب یہی دعویٰ کرتے چلے آئے ہیں کہ میں ہی محمد رسول اللہ ہوں۔ حضور ہی کی بعثت دوبارہ میری شکل و صورت میں ہو گئی ہے۔ (حدیث) بھی اس طو سے کہ وہ بعثت ہلال کی صورت پر ناقص تھی اور اب مرزا کی شکل کی بعثت بدر کی صورت کامل ہے۔ اُس زمانہ کی روحانیت سے اس زمانہ کی روحانیت اقویٰ۔ اگلے اور ارشد ہے۔ اور اس لئے من فرق بینی و بین المصطفیٰ ماعرفنی و ما رانی (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۱) اور مرزاجی کے اس دعویٰ کی بناء پر تمام مرزائیوں کا عقیدہ ہو چکا ہے۔ اور بقول اخبار الفضل مورخہ ۲۸ اکتوبر ۱۳۸۲ء

اور آگے سے بڑھ کر اپنی شان“ میں آنے کی مزید توجہ بھی اس قادیانی صاحب سے معلوم ہوئی کیونکہ مرزاجی جو انبیاء کی توہین کرنے کے امام ہیں۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ (خاک بدہن مرزا) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کمالات میں بڑھ کر ہوں۔ اس کی ان خرافات کی بناء پر قادیانی اگلے نے بھی وہی کچھ کہہ دیا جو کہ مرزا کا نظریہ تھا۔ مرزاجی کا ”ارشاد“ ملاحظہ ہو:-

”ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا۔ اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقیات کا انتہائی تھا۔ بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لئے پہلا قدم تھا۔ پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی۔“ (خطبہ الہامیہ ص ۱۸۱ مرزا غلام احمد قادیانی)۔

”اور ظاہر ہے کہ فتح مبین کا وقت ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گذر گیا۔ اور دوسری فتح باقی رہی کہ پہلے غلبہ سے بہت بڑی اور زیادہ ظاہر ہے۔ اور مقدر تھا کہ اس کا وقت مسیح موعود کا وقت ہو۔ اور اسی کی طرف خدا تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے۔ سبحان الذی اسری بعبدہ“ (خطبہ الہامیہ ص ۱۹۳ مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)۔

”غرض اسی زمانہ کا نام جس میں ہم ہیں زمان البرکات ہے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ زمان التائیدات اور دفع الآفات تھا“ (اشتہار مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۱۸۱) اسلام ہلال کی طرح شروع ہوا اور مقدر تھا کہ انجام کار آخر زمانہ میں بدر ہو جائے خدا تعالیٰ کے حکم سے پس خدا تعالیٰ کی حکمت نے چاہا کہ اسلام اس صدی میں بدر کی شکل اختیار کرے جو شمار کی رو سے بدر کی طرح مشابہ ہو (یعنی چودھویں صدی) پس انہی

”کمال معرفت“ حاصل کرنے کے بعد ہر مرزائی یہی کہتا۔ اور ”نہایت ہی انشراح صدر سے اس بات پر یقین لاتا ہے“ کہ ”مسیح موعود محمد است و عین محمد“ اور مرزائی گروہ کا ترانہ اور تلاوت ”یہ ہے۔“

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پہ وہ بدالہ جے بن کے آیا
محمد پیٹے چارہ سازئی اُمت
ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا
حقیقت کھلی بعثت ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفیٰ میرزا بن کے آیا
راخبار الفضل قادیان جلد ۱۳ نمبر ۱۱ مورخہ
۱۸ مئی ۱۹۲۸ء

حضرت مسیح موعود نے خطبہ الہامیہ میں فرمایا ہے کہ
من فرق بینی و بین المصطفیٰ ما عرفنی و ما
دائمی یعنی جس نے میرے اور حضرت محمد مصطفیٰ کے
درمیان فرق کیا۔ اور دونوں کو الگ الگ سمجھا۔
اس نے مجھے شناخت کیا اور نہ پہچانا اور نہ ہی
دیکھا نہ سمجھا۔ پس حضور کے اس ارشاد کے مطابق
حضور کا دیکھنا اور پہچانا اپنی معنوں میں ہے کہ

حضور (مرزا صاحب) کو محمد مصطفیٰ ہی یقین کیا جائے
(اخبار الفضل قادیان جلد ۲ نمبر ۵۶ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۱۵ء)
”ہم نے مرزا کو بحیثیت مرزا نہیں مانا۔ بلکہ اس نے

کہ خدا نے اُسے محمد رسول اللہ فرمایا۔ کوئی بنا بنی نہیں
آیا نہ پرانے بنیوں میں سے بلکہ محمد کی نبوت محمد ہی کے
پاس رہی (الی ان قال) اللہ نے تمہیں محمد رسول اللہ
کا چہرہ مبارک دکھا کر اس کی صحبت سے مستفاد کر کے
صاحب کرام کے گروہ میں شامل کر دیا“ (تقریر رسید

سرور شاہ قادیانی اخبار الفضل ۲۷ دسمبر ۱۹۱۷ء)

مرزا صاحب کے ان دعوای اور مرزائیوں کے اس
عقیدہ کے معلوم ہو جانے کے بعد یہ بات خود بخود کھل جاتی

ہے کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تصدیق و اقرار
سے مسلمانوں کا مطلب و مقصد کچھ اور ہے اور قادیانیوں
کے ہاں کچھ اور مسلمان تو اس سے توحید باری تعالیٰ اور
اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی
تصدیق و اقرار کا ارادہ کر کے زبان پر لاتے ہیں۔ مگر
مرزائیوں کے ہاں جب مرزا صاحب ہی محمد ہیں۔ تو یہی
الفاظ قبول کردہ مرزا کی رسالت و نبوت کا یقین و اقرار
مراد لیا کرتے ہیں۔ اس لئے صرف کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے
دیکھ کر کسی مسلمان کو مرزائیوں کے متعلق حسن ظن نہ رکھنا
چاہئے۔ کیونکہ وہ اکثر اس قسم کی ابلیسانہ چالبازیوں اور
چالاکوں سے ناواقف اور ان کے مکائد سے بے خبر
مسلمانوں کو شکا کر جاتے ہیں۔ چنانچہ صاحبزادہ بشیر احمد
قادیانی خود ہی اس چیز کو بیان کر گیا ہے۔

”اگر ہم بہ فرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف
میں نبی کریم کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ
آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا۔ اور
ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کیونکہ مسیح موعود
نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں جیسا کہ وہ (مرزا) خود کہتا
ہے۔ صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی و بین
المصطفیٰ فما عرفنی و ما دأئی۔ اور یہ اس لئے ہے کہ
اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو
دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت اخرون منہم سے
ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود (مرزا) خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو
اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔
اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد
رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا۔ تو ضرورت پیش آتی۔“ (الفضل
مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی رسالہ ریلوے آف ریلیجنز
صفحہ ۱۵۸ نمبر ۴ جلد ۱۲)

میں نے یہ چند حوالے مسلمانوں کی خدمت میں اس غرض
سے پیش کر دئے ہیں کہ ان کو دیکھ کر اس گمراہ فرقہ کے باطل

کیا۔ اُن پر غلط اتہامات لگائے۔ اور حتیٰ کہ خود سردار
دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی روحانیت اور کمالات
کو اقویٰ و اکمل اور ہند قرار دیا۔ تو کیا ایسے بے باک
کے مقتدوں مریدوں، چیلوں، چانٹوں کو ملعون و مطرود
قرار دے کر ہم کیوں اتنا برا منہ نہ کہیں۔ خود ان کے
فتنہ سے دور رہیں اور دوسروں کو بچانے اور دور رکھنے
کی کوشش کریں۔ مرزا اور مرزائیوں کے بارے میں رواداری
اور مدد و ہمت سے کام لے کر ”صبح النظری“ برتنا یا مصلحت
وقت کا پاس رکھنا حقیقت خدا و رسول کی ناراضگی اور دشمنی
مول لینا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس بدترین فتنہ کی آگ
کی لپیٹوں سے محفوظ و مصئون رکھے۔ اور حضرت خاتم
النبیین کا دامن عقیدت ہاتھ سے نہ چھوٹے۔ آمین۔ یارب
العالمین۔

عقائد سے واقف ہو کر ان کی شرارتوں اور خباثتوں سے
اپنے آپ کو محفوظ رکھیں۔ اور اللہ و رسول کے ان دشمنوں
کے ساتھ کسی طرح کی دوستی اور موالات اور تعلقات باقی
نہ رکھیں۔ ابلیس نے ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے
اپنی فضیلت کا دعویٰ کر کے کہا تھا انا خیر منہ خلقتنی
من نار و خلقتہ من طین، تو اللہ تعالیٰ کے دربار سے
اس گستاخی اور امانت کی سزا یہ ملی کہ فرمان ہوا اخراج منها
فانک رجیم وان علیک لعنتی الی یوم الدین۔ تا قیام
قیامت اس گستاخی کی وجہ سے مردود، رجیم، اور ملعون ٹھہرا۔
اور آج ہر کام کرتے وقت اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
کہہ کر ہم اس سے پناہ مانگتے اور تیری کرتے ہیں تو پھر کیا وہ
شخص جس نے صرف آدم علیہ السلام کی نہیں بلکہ تمام اولوالعزم
پیغمبروں کی توہین کی۔ ان سب سے اپنے کو بڑا ثابت

رد چکرالویت

مسئلہ امت سر کی قرآن مجانی

(از جناب مولانا محمد عالم صاحب اسی امرتسری)

نبی علیہ السلام کی شخصیت کا احترام بھی اس کے خیال میں
نبی پرستی ہے چنانچہ سورہ مائدہ کی تفسیر لکھتے ہوئے نزول
مائدہ کے مقام پر صاف لکھ دیا ہے کہ حواریوں نے اپنے
نبی کو یا عیسیٰ کہہ کر پکارا تھا اور یہودی بھی یا موسیٰ ہی
کہتے رہے کسی نے علیہ السلام یا صلے اللہ علیہ وسلم کا فقرہ
تعظیمی طور پر پرازا نہیں کیا۔ اور صَلُّوْا عَلَیْہِ کا مطلب
یہ ہے کہ اگر مسلمان اس میں کمی دیکھیں تو اسے راہ راست
پر لائیں گویا اس کے خیال میں ہادی اسلام نبی علیہ السلام
نہ تھے بلکہ عہد رسالت کے مسلمان نبی علیہ السلام کے بھی
ہادی تھے۔ اس از تکاب جرم کے بعد اس نے مولوی کے

مسئلہ کی وجہ تشبیہ
ماسٹر احمد الدین آنجنابی کی انگریزی تعلیم ایف آف
تک تھی اور عربی تعلیم ترجمہ شناسی سے ترقی پا کر کافہ
اور شرح تہذیب تک پہنچی تھی۔ شروع میں غیر مقلد
تھا پھر اہل قرآن کا بھیال ہوا۔ اخیر میں جب ریٹائر
ہوا اور مختلف مذاہب کی سیر کی تو صرف مسلم کہلایا اور
اپنی جماعت کا نام تسلیم امت سر رکھا گویا دوسرے
اہل اسلام اس فرقہ کی نظر میں امت مسلمہ ہی نہیں کیونکہ
اس کے نزدیک کسی مذہب کی پابندی یا کسی امام اور
بزرگ کا احترام انسان پرستی ہے صرف یہی نہیں بلکہ

جیسا چاہئے ٹیکس لگا سکتی ہے۔ ماہ رمضان کے روزے کسی دوسرے خوشگوار موسم میں بھی ادا ہو سکتے ہیں۔ وضو میں پاؤں کا دھونا فرض نہیں۔ وضو خود بھی صرف باجماعت نماز کے لئے ہے انفرادی نماز میں جو اٹھتے بیٹھتے لیٹتے بھاگتے اور سیر کرتے ہوئے بھی ادا کر سکتے ہیں وضو کی ضرورت نہیں غسل جنابت اور نجاست ٹھیکہ کوئی چیز نہیں مگر اب جب متعدی امراض کا مریض صحتیاب ہو تو جماعت میں شامل ہونے کے لئے اس پر غسل صحت فرض ہو گا۔

قابل توجہ اہل اسلام

اس مختصر خاکہ کو سمجھ لینے کے بعد ہر ذی بصیرت اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ جب اس گئے کو خدا ناخن دے گا تو سر کی خیر نہیں۔ اس لئے ہر ایک ذی علم سے درخواست ہے کہ اب سے ہی اپنی بے پروائی کو بالائے طاق رکھ کر ہمہ تن اس فتنہ کو فرو کرنے میں کوشاں ہو جائے ورنہ اس کا بھی وہی حشر ہو گا جو تادیبانی خیالات کا ہوا یا اس کے بعد خاکساری فرقہ کا ہو رہا ہے کیونکہ کرزن کے متعلقہ تمام مصلحتوں فی الاسلام اس کو بنظر تحسین دیکھ رہے ہیں۔ اور مشرقی کی طرح البیان کا مقصد بھی یہی ہے کہ مسلمانوں کو مولوی کی ابتلاع سے بچا کر مذہبی آزادی دلائی جائے۔ عرشی علمائے اسلام کی توہین و تکفیر میں نظم و نشر کے پیرایہ میں بہت کچھ لکھ چکا ہے اور لکھ رہا ہے۔ اور صلح کل بن کر مذہبی پابندی کو بلکہ اسلام کی مسلسل تعلیم کو ہی خلافت قرآن جانتا ہے۔ ایسے تمام صلح کل تمام مذاہب عالم کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں مگر واجب التعمیل انہی احکام کو جانتے ہیں جو تمدن یورپ پیش کرے یا ان کی منجانبی تفسیر قرآنی بتائے۔

آج مفسر کا بمعلم ہونا ضروری ہے

میں پہلے بتا چکا ہوں کہ مسیلہ نیم مالا خطرہ ایمان تھا اور بعد حاضر کے جدید مفسرین کی طرح اسے بھی تحصیل علوم عربیہ کی ضرورت نہ تھی بلکہ علوم جدیدہ کے ذریعہ اثر قرآن مجید کی تفسیر کرنا اور اپنے علم لدنی کے انحصار پر اپنے آپ کو اٹھی ظاہر

عنوان سے خیر القزوں سے لے کر آج تک کے تمام علمبرداران اسلام کی بار بار تجہیل و توہین کئے ہوئے اور اپنی تفسیر میں سورہ بقرہ کی ابتدائی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے حشا فیصلہ کر دیا ہے کہ آج کل کے تمام مولوی منافق ہیں کیونکہ دعوت تو قرآن کی دیتے ہیں مگر لے بیٹھتے ہیں فقہ اور حدیث کو۔ اس مضمون کو کئی طرح اخیر تفسیر و ہرانا چلا گیا ہے۔ اس دنگداز اور صبر شکن خاموش حملہ تکفیری کے بالقابل میراجی ہرگز نہیں چاہتا کہ اس کو خواجہ احمد الدین بھی لکھوں بلکہ میری غیرت کا یہ تقاضا ہے کہ کم از کم اس کو اور اس کی جماعت کو مسیحیلم کہوں۔

مسئلہ کے مختصر عکس

مسئلہ کی مین حیات میں اس کی نگرانی رسالہ بلوغ لغو تحقیقات کا حامل رہا۔ اب اس کے جانشین محمد حسین عرشہ نے البیان ماہواری رسالہ میں تمام وہی خیالات شائع کرنے شروع کر دیے ہوئے ہیں جو مسئلہ کی اردو تفسیر بیان الناس کی سات جلدوں میں اسلام کا ستیاناس کرنے کے لئے قلمبند ہو چکے ہیں۔ بظاہر یہ جماعت مسلمانوں سے اختلاط کی روادار ہے مگر اپنی نئی تحقیقات کی رو سے کچھ بعید نہیں کہ اگر وہ ذرہ بھر بھی زور پکڑ گئی تو فوراً مسلمانوں کے پیچھے ایسی پڑے گی کہ پلہ چھڑانا مشکل ہو جائے گا کیونکہ ان کے مختصر عقائد یہ ہیں کہ نماز میں سجدہ ہر طرف ہو سکتا ہے۔ قربانی صرف کعبۃ اللہ کے زائرین پر واجب تھی جو اسلامی کانفرنس (ج) میں شامل ہوتے تھے تاکہ جہان نوازی کے سامان نہیا ہوں۔ اب چونکہ اسلام دور تک پھیل چکا ہے اس لئے قادیانی حج کی طرح ہر ایک مرکزی شہر میں حج بطور اجلاس کانفرنس منعقد کیا جا سکتا ہے۔ ذی الحجہ کی تعین بھی لغو ہے ہر ایک خوشگوار موسم میں بالخصوص چاندنی راتوں میں اس کا انعقاد بھی ہو سکتا ہے۔ جمعہ بلدیشہر کا اجلاس ہے جو ایک ہفتہ میں کئی دفعہ ہو سکتا ہے۔ نزوۃ ہر ماں میں حکومت وقت جب چاہے اور

رنگ میں کہ میلہ نے اپنا خیال پایہ ثبوت تک پہنچایا ہے۔ خاموش رہے تو اسلام کی مسلسل تعلیم کے خلاف بات کو کیسے تسلیم کرے۔ مگر اہل دانش و پیش اس تحقیق کو پادر ہوا جان کر یوں کہہ سکتے ہیں کہ اول تو میلہ کو پیریز نہیں کہ اسم جنس اور جمع بحدث نامیں کیا فرق ہے؟

ظلمہ ظلمۃ کی جمع بحدث تا ہے جو مفرد کی جگہ استعمال نہیں ہوتی۔ اور فخل فخلۃ سے اسم جنس ہے جس کا اطلاق قلیل و کثیر پر کیا گیا ہے۔ دوم محرف کا اصول ہے کہ تشرافی الفاظ کی تشریح لمحہ مشرق کی طرح قرآن ہی پیش کرتا ہے اسلئے اس کا فرض تھا کہ کوئی ایسی آیت پیش کرتا جس میں لیل کو جمع استعمال کیا گیا ہے۔ پس فخل نظیر ہو سکتی ہے مثال اور بند نہیں ہو سکتی۔ سوم سورہ مزمل میں لیل کی تنصیف اور تثلیث کی گئی ہے جس کا استعمال شخصیت جزئی کا متقاضی ہے۔ اسم جنس کی تنصیف یا تثلیث نہ تو قرآن مجید میں کہیں مذکور ہے اور نہ ہی کوئی معقول مفہوم ہے۔ چہاں سدا اور سداۃ بحالت تذکیر و تانیث دونوں طرح مستعمل ہے اسی طرح لیل اور لیلۃ بھی مذکور و منث ہو کر مستعمل ہے۔ پنجم لیل خود بھی مونث و مذکر ہے۔ امرؤ القیس نے ایک ہی مصرع میں سے دونوں طرح باندھا ہے۔

الا ایھا اللیل الطویل الا انجلی

بصیحة وما الا صباح منک بامثل

مگر جمع بحدث تا کا یہ حال نہیں کہ کہی مذکور ہو اور کبھی مونث۔ ششم اسم جنس مادی اشیاء کے لئے ہوتا ہے انگریزی میں اسے مٹیریل ناؤن کہتے ہیں مگر لیل اسم ظرف غیر مادی زمانہ کے ایک حصہ کا نام ہے جسے انگریزی میں ایڈجیکٹو آف ٹینس کہتے ہیں۔ ہفتم لفظ کا موضوع قیاس اور تخمین سے معین نہیں کیا جاسکتا۔ ہشتم علم ان لن خصوصہ کا ضما مفہوم یہ ہے کہ مسلمانو! تم قیام اللیل جو دو ثلث تک تمہارا معمول ہو چکا ہے تم بچا نہیں سکو گے کیونکہ تم میں سے کچھ تجارت کا سفر کریں گے کچھ بیمار ہو جائیں گے اور کچھ اللہ کی

اپنا مایہ ناز سمجھتا تھا۔ عہد حاضر میں تفسیر کے ہزاروں بڑائی کیلئے شیع اسلام پر گر کر اپنے آپ کو نذر آتش کر رہے ہیں جن کا مایہ ناز عربی زبان سے نا آشنا بلکہ علوم تواریخ قرآن سے دشمنی ہے اور انگریزی یا اردو تراجم و تفاسیر دیکھ کر اپنے اجتہاد جدید کو اصل اسلام قرار دے کر دوسروں کو اسلام سے خارج کر رہے ہیں۔ گو یا آج مفسر کے لئے جاہل ہونا از حد ضروری قرار پا چکا ہے۔

میلہ کی ایک جاہلانہ افسانہ طراری

ذیل میں میلہ کی تفسیر دانی کا ایک نمونہ ہدیہ ناظرین کرتا ہوں جس کو پڑھ کر آپ حیران ہوں گے کہ اس جہالت تاہ نے کیا غضب ڈھایا ہے اور کس قدر تمیم و تنسیخ اسلام میں جرأت دکھلائی ہے۔ مجھے اتفاقہ طور پر اس کی تفسیر راہوں سے اخیر تک ایک چلتی ہوئی منگاہ کا موقع ملا جس کا متصل کچھ بیان کر چکا ہوں اور کچھ میرے پاس موجود ہے شمس الاسلام نے اگر پسند کیا تو انشاء اللہ تھائے متعدد اشاعتوں میں اس کا تذکرہ کرتا رہوں گا۔ کیونکہ مجھے ان ناسخاں اسلام سے ناں شغف ہے اور میں سمجھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ اس داعی غواہ نے قرآن ہی میں کیسی اور کس طرح ٹھوک رکھائی ہے۔ چنانچہ محرف قرآن میلہ سورہ مزمل کی تفسیر میں یوں لکھتا ہے کہ۔

”فَوَاللَّيْلِٰۤیْلِۢ مِیْلِیْلِۢ۔ لیلۃ کی جمع بحدث تلہ ہے جیسے

فخلۃ سے فخلۃ اسم جنس ہے۔ اور یہاں سال کی تمام

راتیں مراد ہیں۔ اب حاصل حکم خداوندی یہ ہوا کہ قیام

اللیل سال کی نصف یا کچھ کم و بیش راتوں میں تھا جو

تین ماہ اور چھ ماہ کی راتوں میں منحصر تھا۔ ہر رات کو

قیام اللیل کا حکم نہ تھا۔ اور اس کی تعمیل ثلث یا دو ثلث

تک محدود رہی ہے۔“

افسانہ طراری پر ایک نظر

اس علمی پیرایہ کی تحقیق کو ایک ناقص التعليم دیکھ کر ایسا ششدر رہ جاتا ہے کہ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن۔ یہ بتا جیتی تو نہیں مگر اتنا علم کہاں کہ اس کی اسی طرح تردید کرے جس

رسالہ شمس الاسلام تبلیغی کتابیں

کشف التلبیس مصنفہ مولانا سید ولایت حسین صاحب دیوری۔ یہ کتاب شیعوں کے مشہور رسالہ "نور ایمان" کے جواب میں لکھی گئی ہے شیعوں کا یہ رسالہ لاکھوں کی تعداد میں طبع ہو کر ہزار ہائی نوجوانوں کی گمراہی کا باعث بن چکا ہے شیعہ رٹو سا کی طرف سے سینوں میں مفت تقسیم ہوتا رہتا ہے شیعوں کی اس ظلمت کفر کا عقلی و نقلی دلائل سے ہند بپرایہ میں تبلیغ رو اس کتاب میں موجود ہے شیعوں کے تمام مطامع و اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں قیمت حصہ اول ۴ حصہ دوم ۶ حصہ سوم ۴ مکمل طلب کرنے پر ۱۲ / محصول ڈاک علاوہ۔

برق آسمانی جس میں مرزائے قادیانی کے اپنے قلم سے اسکے سواخ و عقائد عبادات و معاملات و کارنامے تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔ علاوہ انہیں خلیفہ نور الدین و مرزا محمود کے سواخ حیات اور انکے عقائد وغیرہ بیان کرنے کے بعد حیات مسیح کے مسئلہ پر عقلی و نقلی دلائل جمع کئے گئے ہیں اس کتاب نے مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا ہے رعایتی قیمت ۴ /

جریدہ شمس الاسلام کا شیعہ نمبر المعروف

صور اسرائیل جو اگست ۱۹۰۷ء میں شائع ہو کر خراج خوبی یہ ہے کہ شیعہ صاحبان کے حق میں کہیں سخت الفاظ استعمال نہیں کئے گئے مختلف ذرائع گو ناگوں حوالوں اور ان کی مستند کتابوں اور غیر مسلم مصنفین کی تحریروں سے ناقابل تردید مختصر اور جامع الفاظ میں نقشہ کھینچا گیا ہے اور جس میں مسئلہ مدح صحابہ و تبرائے قرآن مجید احادیث نبی کریم اقول ائمہ سادات صوفیائے کرام کے ارشادات اور عقلی و نقلی براہین سے مکمل روشنی ڈالی گئی ہے اور اسلحا حرائد اور اکابر ملک کے

افکار و آراء کے اقتباسات کے علاوہ سیزدہ صد سالہ اسلامی تاریخ میں سے تبرا بازی کے ہولناک نتائج بیان کئے گئے ہیں۔ حجم ۱۳۲ صفحہ قیمت ۴ / محصول ڈاک ۱ /

تاریخہ نقشبندیہ مولفہ مولانا حکیم حافظ عبد الرسول صاحب بکھروی اس کتاب میں مرزا قادیانی کے ان اعتراضات کا مدلل جواب دیا گیا ہے جو اس نے صوفیائے کرام پر کئے تھے۔ قیمت صرف ۴ / علاوہ محصول ڈاک۔

اجتناب الخفیہ اس رسالہ میں صدائے علمائے اسلام کے قادیانی جمع کئے گئے ہیں جن میں دلائل واضح و براہین قاطعہ سے فرقہ روافض و مرزائیہ کا ارتداد اور رافضی و غیر زانی سے سُنی عورت کا نکاح ناجائز ثابت کیا گیا ہے حجم ۱۰۰ صفحہ قیمت ۴ /

تحفہ میرزائیہ یعنی جریدہ شمس الاسلام کے دسمبر ۱۹۰۷ء کا ایڈیشن جو قادیان نمبر کے نام سے موسوم ہوا تھا اس میں نہایت عمدہ مضامین قادیانیوں کے رد میں درج ہوئے ہیں۔ قیمت ۴ /

حقیقت شیعہ مولفہ قطبی شاہ صاحب نذر شیعہ کے سربراہ راول کا انکشافی نیسیکگرہ پانچروپے فی نسخہ ۱ /

ہدایا القرآن عیسائیوں کے مشہور رسالہ حقائق قرآن کا تبلیغی رد۔ نیز اس رسالہ کے ذریعہ مرزائیوں کے

مغالطات بھی دور ہو سکتے ہیں عیسائی لاکھوں کی تعداد میں حقائق قرآن کو ہر سال مفت تقسیم کرتے ہیں لہذا ہدایات القرآن کی وسیع اشاعت نہایت ضروری ہے۔ فی نسخہ ۱ /

کتاب تحقیق المرام فی منع القراءة خلف اللام

تصنیف لطیف حضرت مولانا مفتی پیر غلام رسول صاحب قاسمی امرتسری رحمۃ اللہ علیہ اس میں حضرت مصنف مرحوم نے حقیقت کی بنیاد پر کر کے ہوئے ابام کے صحیحہ سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے پر فتویٰ دلائل پیش کئے ہیں۔ قیمت ۸ /

نیشنجر جریدہ شمس الاسلام بھیرہ دیخار

قائدی کا مجموعہ قیمت فی نسخہ ۱۰ روپیہ سینکڑہ صرف دورو پے
محصول بذمہ خریدار۔

خاکساری فتنہ خاکساری لعنت کے غلات یہ پہلی
کتاب ہے جس نے ہندوستان کے

علماء کرام کو بیدار کیا جس کو پڑھ کر ہزاروں مسلمانوں کا ایمان
مشرقی لمحہ کی دستبرد سے محفوظ ہوا۔ اور جس کو دیکھ کر خاکساروں
کی تعداد کثیف نے خاکساریت سے توبہ کر لی۔ اس کتاب کی مقبولیت

عامہ کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے کہ تین سال کے عرصہ
میں چار دفعہ ہزاروں کی تعداد میں طبع ہو کر، بیٹوں ہاتھ

نکل گئی یہ پانچواں ایڈیشن ہے جس کے ۹۲ صفحات ہیں
از مولانا پیر زادہ محمد بہاء الحق صاحب قاسمی قیمت فی نسخہ ۳

شعبہ اول نے ایک رسالہ شائع کیا تھا جس
کشف الغطاء میں بزرگ خود سو آیات قرآنیہ سے

ارسال یدین فی الصلوٰۃ پر استدلال کیا ہے مولانا سید
غلام حسن شاہ صاحب پر ناروی نے کشف الغطاء کے نام سے

اس کا ہنایت عمرہ رد تالیف فرمایا ہے جس میں قرآن و حدیث
اور کتب مذہب شیعہ سے ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کا ثبوت

دینے کے علاوہ شیعہوں کے پیش کردہ دلائل کا جواب دیا ہے
اس کے علاوہ شیعہوں کے دوسرے مسائل پر بھی بحث کی گئی ہے

فی نسخہ ۲۔
المشرقی علی المشرقی مشرقی عقائد اور اس کی تحریک

کے غلات افغانستان پرورد
آزاد اور ہندوستان کے تقریباً ہر خیال کے اکابر علماء و مشائخ

اور اہل قلم حضرات کے تبصروں، بیانات اور فتاویٰ
مقتدرہ مجالس کے فیصلوں اور مشرقی کے متعلق مرقعہ

وترکی اخبارات کی رائے کا قابل دید مجموعہ قیمت
فی نسخہ ۳۔

رسالہ خیر جاری از تصنیف مولانا محمد بہاء الحق

صاحب قاسمی امرت سمری قیمت
مظاہر قوم تصنیف مولوی محمد بخش صاحب لم بی۔ آئے

اس کتاب میں مصنف نے اچھوتوں پر ہندوؤں کے مظالم اور اسلامی
مساوات و اسلامی تعلیمات کو موثر پیرایہ میں بیان کر کے اچھوتوں

کو اسلام کی دعوت دی ہے۔ قیمت ۵۔
راولپنڈی میں فوج محمدی کے عظیم الشان کیمپ

اسلامی جہاد منعقدہ ۸، ۹، ۱۰ دسمبر ۱۳۳۷ھ میں انصار پاکستان
سے آہ مکیہ الصوت پر خطاب حسین اسلامی جہاد کی حقیقت اور

فوج محمدی کے نصب العین کو واضح کیا گیا ہے اور عبد حاضر
کی بعض لمحہ انہ عسکری تنظیموں پر بے لاگ تبصرہ کیا گیا ہے

از مولانا ظہور احمد صاحب بگوی امیر مجلس مرکزیہ حزب الانصار
بجیرہ قیمت ۲۔

خاکساری مہب ضلع میانوالی کی اسلامی جماعتوں کے
نمائندہ اجتماع کے موقع پر مقام میانوالی

علماء کرام کی طرف سے خاکساری مذہب پر حقیقت افروز تبصرہ جو بھٹور
ٹریکٹ شائع کر کے مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا از مولانا ظہور احمد

صاحب بگوی امیر مجلس حزب الانصار بجیرہ قیمت ۲۔
مشرقی فتنہ ملحد پنجاب غیبت اللہ مشرقی کے کفر پر ذریعہ

پیرا جواب تنقید از قلم جناب سید ابوالاعلیٰ
صاحب بودودی مدیر ترجمان القرآن قیمت فی نسخہ ۱۰ روپیہ

سینکڑہ صرف دورو پے علاوہ محصول ڈاک۔
ضرب ای ہند ضلع پنجاب غیبت اللہ

مشرقی کے عقائد
اور اس کی تحریک خاکساری کے متعلق علماء مصر و بیت المقدس

و ترکی و مکہ معظمہ کے خفی شائعی مالکی اور حنبلی علماء کرام کے

ملنے کا پتہ :-

بینجر جریدہ شمس الاسلام بجیرہ (پنجاب)